Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون: ۴۴۹
قائمقام ایڈیٹر: یوسف سہیل شوق
جلد ۷۷-۴۲ | بدھ - ۲۸ شعبان ۱۴۱۲ھ - ۴ امان ۱۳۷۱ ہش - ۴ مارچ ۱۹۹۲ء | نمبر ۵۳

حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ کی صحت یابی کے لئے خصوصی دُعاؤں کی تحریک

جیساکہ احباب جانتے ہیں حضرت سیّدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم محترم سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز چند ہفتوں سے علیل ہیں۔ مختلف طبّی علاجوں کا سلسلہ جاری ہے۔

احباب کرام سے درخواست ہے کہ حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ کی کامل شفایابی کیلئے دردِ دل سے دعائیں کرتے رہیں۔ مولاکریم حضرت سیّدہ صاحبہ کو جلد تر صحت عطا کرے اور لمبی زندگی سے نوازے۔

شفا دے شفا دے شفاؤں کے مالک

ہماری امیدوں کا مرکز ہے تو ہی ہمیں اپنی رحمت کے جلوے دکھا دے
تو چارہ گروں کو عطا کر بصیرت انہیں مالکا دستِ معجز نما دے
جو ہیں چارہ سازی کے اسرار مولا کرم سے تو اپنے انہیں سب سکھا دے
فراست دماغوں، حصانت ارادوں، بصارت نگاہوں کو دل کو جلا دے
شفا دے شفا دے شفاؤں کے مالک مرے سارے پیاروں کو کامل شفا دے

یہ کشکول ہے سامنے تیرے رکھا اسے اپنے فضلوں سے بھر دے خدایا
نہ میں تجھ سے مانگوں تو پھر کس سے مانگوں تو سب کو ہے دیتا تو سب کا ہے داتا
تو سب کا ہے ماویٰ، تو سب کا ہے ملجا، تو سب کا ہے والی تو سب کا ہے مولا
تو سب کا ہے ساقی ذرا جام بھر بھر کے لطف و کرم کے ہمیں اب پلا دے
شفا دے شفا دے شفاؤں کے مالک مرے سارے پیاروں کو کامل شفا دے

کسی گھر کی رونق، کسی دل کی چاہت تو آنکھوں کی پتلی کا تارا ہے کوئی
کہیں ذات سے اپنی بڑھ کے کوئی ہے کہیں جان سے اپنی پیارا ہے کوئی
کسی کی نگاہوں کا محور ہے کوئی، کسی زندگی کا سہارا ہے کوئی
تو سب جانتا ہے، تجھے سب خبر ہے تو شانِ کریمی کے جلوے دکھا دے
شفا دے شفا دے شفاؤں کے مالک مرے سارے پیاروں کو کامل شفا دے

ہے جو روک بھی سامنے سے ہٹا دے ہمارے لئے راہ ہموار کر دے
براہیمی سُنّت دکھا میرے پیارے یہ دہکی ہوئی آگ گلزار کر دے
کوئی نا اُمیدی کا لمحہ نہ آئے مجھے اور بھی جو گنہگار کر دے
نویدِ مسرّت سُنا کر ہمیں اب گرفتہ دلوں کی تو ڈھارس بندھا دے
شفا دے شفا دے شفاؤں کے مالک مرے سارے پیاروں کو کامل شفا دے

کہیں درد کی داستانیں چھڑی ہیں کوئی اپنے زخموں کو سہلا رہا ہے
کہیں چارہ گر خود کو مجبور پا کے کسی دل شکستہ کو بہلا رہا ہے
ہمہ وقت دھن سوز کی سنتے سنتے مری جاں کلیجہ پھٹا جا رہا ہے
ذرا چھیڑ دے سازِ دکُن، کو مغنی ادھر لے میں نغمہ طرب کا سُنا دے
شفا دے شفا دے شفاؤں کے مالک مرے سارے پیاروں کو کامل شفا دے

لئے آنکھ میں آنسوؤں کی روانی ترے در پہ کوئی خمیدہ کھڑا ہے
جو اوروں کا دکھ بھی سمیٹے ہوئے ہے بہت دیر سے آبدیدہ کھڑا ہے
ہے سینہ فگار اور سوچیں ہیں زخمی جگر سوختہ دل تپیدہ کھڑا ہے
وہ صبر و رضا کا ہے پیکر تو خود لطف سے اپنے ہر فکر اس کی مٹا دے
شفا دے شفا دے شفاؤں کے مالک مرے سارے پیاروں کو کامل شفا دے

خزانے میں تیرے کمی تو نہیں ہے خزینۂ ہستی کے وا باب کر دے
تو قادر ہے تو مقتدر ہے خدایا ہمارے لئے پیدا اسباب کر دے
ہیں پژمردہ جو پھول رحمت کی شبنم تو ڈال ان پہ اور ان کو شاداب کر دے
کرشمہ دکھا اپنی قدرت کا پیارے جو بگڑے ہوئے کام ہیں سب بنا دے
شفا دے شفا دے شفاؤں کے مالک مرے سارے پیاروں کو کامل شفا دے

(صاحبزادی) امۃ القدوس

سانحۂ ارتحال

○ مکرم مولود احمد خان صاحب سابق امام بیت الفضل لندن مورخہ ۱۲ فروری ۱۹۹۲ء صبح دس بجے لندن میں انتقال کر گئے۔ آپکی عمر ۶۶ سال تھی۔ آپ دہلی کے مخلص احمدی گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت ماسٹر محمد حسن آسان صاحب دہلوی کے صاحبزادے تھے۔ ۱۹۵۳ء میں بیت الفضل لندن کے نائب امام اور ۱۹۵۵ء میں امام مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۰ء تک آپ کو اس عہدے پر خدمت دین کی توفیق ملی۔ سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے جنازہ پڑھایا اور لندن کے احمدیہ قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔

○ مکرم چوہدری سعید احمد صاحب عالمگیر ۱۹ فروری ۱۹۹۲ء کو کینیڈا میں انتقال کر گئے۔ آپ کی وفات دماغ کی شریان پھٹ جانے سے ہوئی۔ آپ نے نائب ناظر اصلاح وارشاد اور افسر خزانہ صدر انجمن احمدیہ کے طور پر خدمات انجام دیں۔ آپ کی تدفین کینیڈا میں ہی ہوئی۔

احباب سے ان کی بلندئ درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

اسیران راہِ مولا

ماہ رمضان کے مقدس مہینہ میں اسیرانِ راہِ مولا کو اپنی دُعاؤں میں یاد رکھیں۔ خدا کرے کہ یہ رمضان ان کی اسیری کا آخری رمضان ہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ **الفضل** ربوہ	پبلشر: آغا سیف اللہ ، پرنٹر: قاضی منیر احمد مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ مقامِ اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ	**قیمت** ایک روپیہ پچاس پیسے

۴۔ امان ۱۳۷۱ ہش ۔ ۴۔ مارچ ۱۹۹۲ء

رمضان میں صدقات کو نہ بھولیں

رمضان کا بابرکت مہینہ اب چند دن میں شروع ہونے والا ہے۔ اہم کاموں کی ادائیگی کے لئے وقت سے پہلے ہی تیاری شروع کر دی جائے تو ایسے اہم کاموں کی ادائیگی زیادہ سے زیادہ بہتر طور پر اور زیادہ اچھے طور پر ممکن ہو جاتی ہے۔ رمضان المبارک کی برکتوں کے حصول کیلئے سب سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ ہم ذہنی طور پر اس کی برکتوں کے حصول کے لئے مستعد ہو جائیں۔ بار بار اپنے آپ کو یہ بات بتاتے رہیں کہ فضلوں اور رحمتوں کے اس مہینہ سے اس سال بھرپور فائدہ اٹھانا ہے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ وہ شخص بڑا بدقسمت ہے کہ جس کی زندگی میں رمضان آیا اور اس نے اس سے فائدہ نہ اٹھایا اور اس کے گناہ نہ بخشے گئے۔ رمضان کی آمد سے پہلے ہی یہ مصمم ارادہ کرنا ضروری ہے کہ اس سال ہم اپنے گناہوں کی معافی کا یہ نادر موقع خالی نہیں جانے دیں گے۔ اور اس ماہ میں اپنے مولا کریم کے حضور عبادات کا وہ نذرانہ پیش کریں گے کہ ہمارے گناہ بخشے جائیں اور اس ماہ کے اختتام پر ہمارے دلوں میں کوئی پشیمانی یا پچھتاوا نہ ہو بلکہ مولا کے آگے دعاؤں اور عبادات کا بھرپور مہینہ گذارنے کے بعد دل کی یہ تسلی ہو کہ ہم نے اس بار اپنی تمام محرومیوں کی تلافی کر دی ہے۔

رمضان المبارک کو عبادات کا مہینہ کہا جاتا ہے۔ لیکن عبادات کے زور کے ساتھ یہ بات فراموش نہیں کرنی چاہیئے کہ یہ مہینہ صدقہ و خیرات کا بھی مہینہ ہے۔ حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں آتا ہے کہ اگرچہ آپؐ سارا سال ہی صدقہ و خیرات کا التزام فرماتے رہتے تھے لیکن رمضان کے مہینہ میں آپؐ کی یہ صفت تیز آندھی کی شکل اختیار کر لیتی تھی۔

جماعتی سطح پر بہت سے کام ایسے ہیں جو احباب جماعت کے صدقات اور عطایا سے چلتے ہیں ان میں سرفہرست فضل عمر ہسپتال میں نادار مریضوں کو دیئے جانے والے صدقات ہیں۔ ہر سال احمدیوں کے عطیات و صدقات کے ذریعے سینکڑوں ہزاروں بیمار اور دکھی مریض مفت شفا حاصل کرتے ہیں۔

جماعتی سطح پر دوسرا اہم ذریعہ نادار طالب علموں کی اعانت ہے۔ نظارت تعلیم کے تحت ہر سال سینکڑوں طالب علموں کی تعلیمی ضروریات ان صدقات سے پوری ہوتی ہیں۔ احباب جماعت اس مقدس مہینہ میں دیتے ہوئے نادار طالب علموں کو ضرور یاد رکھیں اور اس مہینہ میں صدقات کا ایسا بھرپور التزام کریں کہ مولا کریم اپنے فضل سے ہماری اجتماعی اور انفرادی تکالیف ٹال دے اپنے فضل سے ہمارے گناہ بخش دے اور ہمارے ساتھ راضی ہو جائے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔

نوجوانوں پہ اعتماد کرو
ان کی باتوں پہ دل سے صاد کرو
یہ نہ ہو اک ذرا سی لغزش سے
ان کو آمادۂ فساد کرو

ابوالاقبال

اس کو اتنا نہ آزمانا تھا
وہ حقیقت نہیں فسانہ تھا

شہرِ مسحور کے مسافر کا
ٹھور تھا نہ کوئی ٹھکانہ تھا

آنکھ کے اجنبی پرندے کو
منہ اندھیرے ہی لوٹ جانا تھا

ترجمے اس کے چھپ چکے تھے کئی
دل کا نسخہ بہت پرانا تھا

سب مسافر تھے اپنے اندر کے
جو تھا اپنی طرف روانہ تھا

عہد کو نیند آ گئی تھی اگر
اس کو جھنجھوڑ کر جگانا تھا

ق

تم کو جس شوخ سے محبت تھی
اس سے اپنا بھی عاشقانہ تھا

وہ یہیں آس پاس رہتا تھا
وہ فقط دل کا واہمہ نہ تھا

ایک دو روز کی یہ بات نہ تھی
عمر بھر اس کو مسکرانا تھا

اس کے آنے پہ کس لئے ہو خفا
اس نے آخر کبھی تو آنا تھا

اس کی ہر ایک سے لڑائی تھی
اس کا ہر اِک سے دوستانہ تھا

اس میں اوصاف تھے خدائی کے
ہم نے مانا کہ وہ خدا نہ تھا

وہ بشر تھا مگر خدا کی قسم
اس کا آنا خدا کا آنا تھا

اس کی آواز میں صداقت تھی
اس کے قدموں میں بیٹھ جانا تھا

تو نے واعظ سے دوستی کر لی
ورنہ تو اس قدر برا نہ تھا

کیوں اکیلے الجھ گئے خود سے
تم نے مضطرؔ ہمیں بتانا تھا

چوہدری محمد علی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر ـــــ (اللہ تعالےٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے)

تلقینِ عمل

جب مَیں کہتا ہوں کہ ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈالنی چاہیئے تو اس میں دونوں باتیں شامل ہیں۔ یعنی یہ بھی اس میں شامل ہے کہ کسی کام کو اپنے لئے عار نہ سمجھا جائے۔ یوں تو سارے ہی لوگ ہاتھ سے کام کرتے ہیں۔ مَیں جو لکھتا ہوں یہ بھی ہاتھ سے ہی کام ہے۔ کیا ہاتھ سے نہیں تو زبان سے لکھا جاتا ہے۔ پس ہاتھ سے کام کرنے کو جب مَیں کہتا ہوں تو اس کے معنے یہ ہیں کہ وہ عام کام جن کو دنیا میں عام طور پر بُرا سمجھا جاتا ہے ان کو بھی کرنے کی عادت ڈالی جائے۔ مثلاً مٹی ڈھونا۔ یا ٹوکری اٹھانا ہے۔ کہی چلانا ہے۔ اوسط طبقہ اور امیر طبقہ کے لوگ یہ کام اگر کبھی کبھی کریں تو یہ ہاتھ سے کام کرنا ہوگا۔ ورنہ یوں تو سبھی ہاتھ سے کام کرتے ہیں۔ یہ کام ہمارے جیسے لوگوں کے لئے ہے۔ کیونکہ ہمیں اس کی عادت نہیں اگر ہم نے اس کی طرف توجہ نہ کی تو ہو سکتا ہے کہ ہماری عادتیں ایسی خراب ہو جائیں یا اگر ہماری نہ ہوں تو ہماری اولاد کی عادتیں ایسی خراب ہو جائیں کہ وہ ان کو بُرا سمجھنے لگیں اور پھر کوشش کریں کہ دنیا میں ایسے لوگ باقی رہیں جو ایسے کام کیا کریں اور اسی کا نام غلامی ہے۔ پس جائز کام کرنے کی عادت ہر شخص کو ہونی چاہیئے۔ تا کسی کام کے متعلق یہ خیال نہ ہو کہ یہ بُرا ہے۔ ہمارے ملک کی ذہنیت ایسی بُری ہے کہ عام طور پر لوگ لوہار، ترکھان وغیرہ کو کمین سمجھتے ہیں۔ اور جس طرح یہ لوہار ترکھان اور چوہڑوں کو ذلیل سمجھتے ہیں۔ اسی طرح دوسرے لوگ ان کو ذلیل سمجھتے ہیں۔ اگر کسی شخص کا لڑکا پولیس یا فوج میں سپاہی ہو جائے اور ستر روپیہ ماہوار تنخواہ پانے لگے تو اس پر بہت خوشی کی جاتی ہے۔ لیکن اگر وہ پچاس ساٹھ روپیہ ماہوار کمانے والا ترکھان یا لوہار بن جائے تو تمام قوم روئے گی۔ کہ اس نے ہماری ناک کاٹ ڈالی۔ کیونکہ اسے کمیوں کا کام سمجھا جاتا ہے۔ تو میرا مطلب یہ ہے کہ اس قسم کے کاموں کی جماعت میں عادت ڈالی جائے۔ ایک طرف تو کام کرنے کی عادت ہو اور دوسری طرف ایسے کاموں کو عار نہ سمجھنے کی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جماعت کا کوئی طبقہ ایسا نہیں رہے گا کہ جو کسی حالت میں بھی یہ کوشش کرے۔ کہ دنیا میں ضرور کوئی نہ کوئی حصہ غلام رہے۔ اور اگر کبھی اس کی اصلاح کا سوال پیدا ہو تو اس میں روک بنے۔ جیسے یہاں جب چوہڑوں کو داخل دین حق کرنے کا سوال پیدا ہوا تو بعض لوگ گھبرانے لگے۔ جماعت کے کچھ لوگ بڑھئی بنیں کچھ لوگ لوہار بنیں۔ کچھ ملازمتیں کریں۔ غرضیکہ کوئی خاص کام کسی سے منسوب نہ ہو۔ تا وہ ذلیل نہ سمجھا جائے۔ اس تحریک سے دو ضروری فوائد حاصل ہوں گے۔ ایک تو نکما پن دُور ہوگا۔ اور دوسرے غلامی کو قائم رکھنے والی رُوح کبھی پیدا نہ ہوگی۔ یہ فیصلہ کر لینا چاہیئے کہ فلاں کام بُرا ہے اور فلاں اچھا ہے۔ بُرا کام کوئی نہ کرے اور اچھا چھوٹے بڑے سب کریں۔ بُرا کام مثلاً چوری ہے۔ یہ کوئی بھی نہ کرے اور جو اچھے ہیں۔ ان میں سے کسی کو عار نہ سمجھا جائے۔ تاکہ اس کے کرنے والے ذلیل نہ سمجھے جائیں۔ اور جب دنیا میں یہ مادہ پیدا ہو جائے کہ کام کرنا ہے اور نکما نہیں رہنا اور کسی کام کو ذلیل نہیں سمجھنا تو اس طرح کوئی طبقہ ایسا نہیں رہے گا جو دنیا میں غلامی چاہتا ہو۔ اسی لئے مَیں نے کوشش کی تھی کہ ملازموں کی تنخواہیں بڑھ جائیں تا لوگ ملازم کم رکھیں۔ اور اپنے کام خود کریں۔ اب تو یہ حالت ہے کہ نوکر دو چار روپے میں مل جاتے ہیں (۱۹۴۷ء سے پہلے کی بات) اس لئے ذرا کسی کے پاس پیسے ہوتے ہیں تو جھٹ وہ نوکر رکھ لیتا ہے۔ اور اس طرح اس میں سستی اور غفلت پیدا ہو جاتی ہے۔ ہمارے ملک میں یہ سستی اور غفلت اس حد تک ترقی کر گئی ہے کہ معمولی لوگ بھی اپنا اسباب اٹھانا ہتک سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ولایت میں بڑے بڑے لکھ پتی خود اپنے اسباب اٹھا لیتے ہیں۔ جب مَیں ولایت میں گیا تو میرے ساتھی باوجودیکہ غرباء کے طبقے میں سے ہی تھے امراء تو ہم میں ہیں ہی نہیں۔ سب غریب طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں مگر اس کے باوجود اپنا اسباب اٹھانے سے گھبراتے تھے۔ جب مَیں فرانس میں سے گذرا تو امریکہ کے کچھ لوگ میرے ہم سفر تھے۔ وہ دس بارہ آدمی تھے۔ جو یورپ کی سیر کرنے کے لئے آئے تھے ان کے تموّل کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ وہ ایسے ہوٹلوں میں ٹھہرتے تھے۔ جہاں پندرہ بیس روپیہ روزانہ خرچ ہوتا ہو اور اس طرح میرا اندازہ ہے کہ ان کے کھانے پینے کا خرچ چار یا پانچ ہزار روپیہ ماہوار ہوگا۔ کرایہ الگ تھا۔ وہ فسٹ کلاس میں سفر کرتے تھے۔ اور اس طرح پندرہ بیس ہزار روپیہ ان کا کرایوں وغیرہ میں خرچ ہوا ہوگا۔ اس طرح میرا اندازہ ہے کہ ان کا کل ساٹھ ستر ہزار روپیہ خرچ ہوا ہوگا۔ جس سے ان کے تموّل کا حال معلوم ہو سکتا ہے۔ لیکن جب وہ گاڑی سے اترے تو مَیں نے دیکھا کہ ان میں سے ہر ایک دو دو تین تین گٹھڑیاں اور بکس اٹھائے جا رہا ہے۔ مگر ہمارے دوستوں کی یہ حالت تھی کہ مجھے تو انہوں نے کہہ دیا کہ آپ چلیئے ہم اسباب لاتے ہیں۔ مَیں ان کی باتوں میں آگیا۔ اور آگے چلا آیا مگر بہت دیر ہوگئی اور کوئی نہ آیا۔ جہاز کے افسر نے بھی مجھے کہا کہ آپ سوار ہوں جہاز بالکل روانہ ہونے کے لئے تیار ہے۔ مگر مَیں نے کہا کہ ابھی تو میرے ساتھی اور اسباب نہیں آیا۔ آخر مَیں واپس آیا اور وجہ دریافت کی تو معلوم ہوا کہ اسباب اٹھانے کے لئے قلی نہیں ملتے اور ہمارے دوست حیران تھے کہ کیا کریں۔ اس وقت اتفاقاً یہ کچھ آدمیوں کا انتظام سٹیشن والوں نے کر دیا اور کچھ سامان ہمارے بعض دوستوں نے اٹھایا۔ اس طرح جہاز پر پہنچے۔

ایک اور بات جس کی طرف مَیں خدام الاحمدیہ کو خاص طور پر توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ ہمارے نوجوانوں کی صحتیں نہایت کمزور ہیں اور دن بدن کمزور ہوتی جا رہی ہیں۔ جب میں نوجوانوں کی صحتیں دیکھتا ہوں تو مجھے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ ہم جو لوگ اپنے آپ کو کمزور صحت والے خیال کرتے ہیں ان نوجوانوں سے اچھے ہیں۔ آجکل کے نوجوانوں کے قد بہت چھوٹے ہیں۔ یا بہت پتلے دُبلے یا بہت موٹے جو موٹاپا کی بیماری کی ایک قسم ہوتی ہے۔ چہرے زرد ہیں اور چہروں پر جھریاں پڑی ہوتی ہیں۔ گویا ان پر جوانی آنے سے پہلے ہی بڑھاپے کا زمانہ آجاتا ہے۔ کہتے ہیں کوئی بڈھا بازار میں پاؤں پھسلنے کی وجہ سے گر پڑا۔ تو بولا ہائے جوانی۔ یعنی اب جوانی جو تنومندی اور قوت کے دن تھے جاتی رہی اور مَیں محض بڑھاپے کی وجہ سے گر گیا ہوں۔ جب اٹھا تو اس نے دیکھا کہ اس کے ارد گرد کوئی آدمی نہیں۔ تو اس پر بولا۔ فٹے منہ۔ جوانی ویلے توں کیہڑا بہادر سی۔ یعنی تیرے منہ پر پھٹکار ہو تو جوانی کے وقت کون سا بہادر تھا۔ ہمارے نوجوانوں کا بھی یہی حال ہے۔ ان پر جوانی آنے سے پہلے ہی بڑھاپے کا زمانہ آجاتا ہے۔ اگر نوجوانوں کی صحتوں کی یہی حالت رہی تو یہ خطرہ سے خالی نہیں۔ پس خدام الاحمدیہ کا یہ فرض ہے کہ نوجوانوں کی صحت کی طرف جلد توجہ کرے۔ اور ان کے لئے ایسے کام تجویز کرے جو محنت کشی کے ہوں اور جن کے کرنے سے ان کی ورزش ہو۔ اور جسم میں طاقت پیدا ہو۔ مثلاً ہر جماعت میں جتنے پیشہ ور ہیں ان سے کہا جائے کہ وہ خدام کو سائیکل کھولنے اور جوڑنے یا موٹر کی مرمّت کا کام یا موٹر ڈرائیونگ سکھا دیں۔ یہ کام ایسے ہیں کہ ان میں انسان کی صحت بھی ترقی کرتی ہے۔ اور انسان ان کو بطور ہابی کے سیکھ سکتا ہے اور اگر اسے شوق ہو تو اس میں بہت حد تک ترقی بھی کر سکتا ہے۔ سکھ قوم کے مالدار ہونے کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ یہ قوم لاری ڈرائیونگ اور لوہار کے کام میں سب سے آگے ہے۔ اور پنجاب میں تمام لاریاں اور مستری خانے ان کے قبضے میں ہیں۔ جس جگہ جاؤ تمہیں لاری ڈرائیور سکھ ہی نظر آئے گا۔ حالانکہ سکھ پنجاب میں کُل دس بارہ فیصدی ہیں۔ لیکن سفر کے تمام ذرائع انہوں نے اپنے قبضہ میں لے رکھے ہیں۔ کسی سڑک پر کھڑے ہو جاؤ۔ کسی ضلع یا تحصیل میں چلے جاؤ تم دیکھو گے کہ سائیکلوں پر گذرنے والوں میں سے دو تہائی سکھ ہوں گے اور ایک تہائی ہندو یا مسلمان ہوں گے اور اگر تم گاؤں میں چلے جاؤ تو تم دیکھو گے کہ ایک سکھ سائیکل پر سوار ہے اور اپنی بیوی کو پیچھے بٹھائے لئے جا رہا ہے۔ موٹروں کی درستی کے جتنے کارخانے ہیں ان میں سے اکثر سکھوں کے ہیں۔ بندوق بنانے کارتوس بنانے لاریاں بنانے سائیکل بنانے مشینری بنانے کے جتنے کارخانے ہیں سب سکھوں کے ہیں۔ کیونکہ جتنی سہولت ان کو ان چیزوں کے بنانے میں ہے دوسرے لوگوں کو نہیں۔ اوّل تو ہمارے (ــــ) پاس موٹریں ہی نہیں اور اگر کسی کے پاس ہے بھی تو وہ یہ نہیں جانتا کہ اس کے اندر کیا ہے۔ اگر کسی جگہ موٹر یا لاری خراب ہو جائے تو پھر سورن سنگھ کی منتیں کریں گے کہ اسے درست کر دو۔ حقیقت یہ ہے کہ جتنا روپیہ سکھوں کے پاس ہے اتنا قومی طور پر ہندوؤں کے پاس بھی نہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ یہ قوم محنت کی بہت عادی ہے۔ لاہور میں ایک سکھ نوجوان سے جو کہ بی۔ اے پاس تھا اور بانسوں اور رسیوں کی دکان کرتا تھا۔ مَیں نے پوچھا کہ آپ ملازمت کیوں نہیں کر لیتے۔ وہ کہنے لگا کہ میرے دوسرے ساتھیوں نے تو جو ملازم ہیں کوئی چالیس روپے لیتا ہے کوئی پچاس روپے اور مَیں تین چار سو روپیہ ماہوار کما لیتا ہوں۔ مجھے نوکری کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ پس کوئی وجہ نہیں کہ اگر جماعت ان کاموں میں ترقی کرنے کی کوشش کرے تو وہ دوسری جماعتوں سے پیچھے رہ جائے۔ اگر ہماری جماعت میں سے پانچ چھ فیصدی لوگ مستری ہو جائیں تو پھر امید کی جا سکتی ہے کہ ہمارے لوگ مشینری میں کامیاب ہو سکیں گے۔ کیونکہ ان لوگوں کو آرگنائز کر کے آئندہ ان کے لئے زیادہ اچھا پروگرام بنایا جا سکتا

باقی صـ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات، واقعات، شخصیات ــــــ نون ۔ سین

نائیجیریا کی سرمایہ کاری

نائیجیریا نے پاکستان سے سیمنٹ اور شوگر پلانٹ اور کپڑا اور فرٹیلائزر خریدنے کے ارادے کا اظہار کیا ہے۔ اس تجارت میں نائیجیریا کی دلچسپی بڑھ رہی ہے۔ انوسٹمنٹ پروموشن بیورو کے حکام سے باتیں کرتے ہوئے نائیجیریا کے انجینئر احمدو خیفا کل محمد جو نائیجیرین ایسوسی ایشن آف چیمبرز آف کامرس اینڈ انڈسٹری اینڈ اگریکلچر کے صدر ہیں، نے نائیجیرین ہائی کمشنر ابو موسیٰ کے ہمراہ اور فرسٹ سیکرٹری مسٹر حسن اینڈ حسن کے ہمراہ اس خیال کا اظہار کیا کہ وہ سیمنٹ اور چینی بنانے کے کارخانے مل کر لگانا چاہیتے ہیں۔ اس میٹنگ کے دوران مسٹر محمد حسن جو آئی۔ ای۔ سی کے وائس چیئرمین ہیں نے نائیجیریا کے وفد کو بتایا کہ پاکستان میں سرمایہ کاری اقتصادی صورت میں خاصی مفید ثابت ہو سکتی ہے۔ آپ نے اس وفد کو کراچی کے اس ادارے سے بھی واقف کروایا جو پاکستان میں ہر قسم کی سرمایہ کاری کا ذمہ دار ہے انہوں نے کہا کہ وزارت تجارت وصنعت اور آئی۔ پی۔ بی نے ایک ایسا پروگرام ترتیب دیا ہے جس کے مطابق مقامی اور بیرونی سرمایہ کار مل جل کو سرمایہ کاری کر سکیں گے۔ ایسے تمام سرمایہ کاروں کی مدد کی جائے گی۔ انہیں آئی۔ پی۔ بی کے ساتھ رابطے کے لئے رجسٹر کیا جائے گا اور متعارف کروایا جائیگا اس تعاونی پروگرام کی موجودگی میں وہ بہتر طور پر سرمایہ کاری کر سکیں گے

امریکہ کے شہری

امریکہ میں ایک سروے کیا گیا ہے جس میں شہریوں سے یہ سوال پوچھا گیا ہے کہ کیا آپ آج سے چار سال پہلے کی نسبت بہتر زندگی گذار رہے ہیں۔ یہ سروے منی میگزین نے کیا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اس قسم کے بلاواسطہ سوال نہیں کرنے چاہیئے۔ حالانکہ یہی وہ سوال ہے جو رونالڈ ریگن نے نہایت کامیابی کے ساتھ کیا تھا۔ اور جس سوال کا جواب دینے والوں نے جیمی کارٹر کو ووٹ دینے سے انکار کر دیا تھا منی میگزین نے یہ سروے کیا ہے اس میں ۳۷ فی صد لوگوں نے کہا ہے کہ ہمارے ذاتی معاملات صدر بش کی اقتصادی پالیسیوں کی وجہ سے زیادہ خراب ہو گئے ہیں۔ صرف ۵ فیصد لوگوں نے کہا کہ وہ اب پہلے سے بہتر ہیں۔ ایک خاصی بڑی تعداد نے یہ بھی کہا کہ ہم تو صرف وقت گذاری کر رہے ہیں۔ اس سے پہلے بھی ایک سروے کیا گیا تھا۔ جس کے نتیجے میں یہ معلوم ہوا کہ امریکن یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی اقتصادی حالت بہت خراب ہو چکی ہے۔ ۵۵ فیصد لوگوں نے کہا کہ یہ عارضی بات ہے۔ ۲۰ فیصد نے کہا کہ اب حالت بہتر ہو رہی ہے گذشتہ ایام میں یہ خیالات کافی حد تک پھیلتے رہے ہیں جہاں تک حالات کے بہتر ہونے کا سوال ہے یہ زیادہ نمایاں طور پر نظر نہیں آ رہے۔ کہتے ہیں کہ صدر بش نے یہ محسوس کر لیا ہے کہ اس وقت ان کے ووٹرز کس نہج پر سوچتے ہیں اور وہ ملکی اقتصادیات کے متعلق کیا سمجھتے ہیں۔ گذشتہ روز انہیں صرف ۵۳ فیصد ریپبلک ووٹ ملے۔ یہ نیو ہیمپشائر میں صدارتی ابتدائی مرحلہ تھا ان کے بالمقابل نے ۳۷ فیصد حاصل کئے لیکن انہوں نے یہ کہا کہ وہ یقیناً اس سے بہتر نتائج حاصل کر سکیں گے۔

عراقی کیمیاوی اسلحہ کی تباہی

عنقریب اقوام متحدہ کے ماہرین عراق کے کیمیاوی اسلحہ کو تباہ کرنا شروع کر دیں گے۔ اس کام کے لئے انہوں نے تین مہینے تیاری کی ہے۔ ان ماہرین کی تعداد ۲۶ ہے اور ان کے سربراہ ایک فرانسیسی ہیں۔ جس اسلحہ کو تباہ کرنا مقصود ہے اس کی کسی قدر تفصیل بھی اخبارات میں دی گئی ہے۔ ان ۲۶ افراد کے علاوہ عراق میں پہلے ہی سے اقوام متحدہ کے ۶ ماہر موجود ہیں۔ اور وہ انتہائی خطرناک عمل کی تیاری میں مصروف ہیں۔ یہ لوگ ہر روز ہیلی کاپٹر میں بصرہ سے خانیزیا (KHANIZIA) جایا کریں گے انہوں نے یہ بھی بتایا ہے کہ ان اسلحہ جات کو ان کی اپنی اصلی جگہ سے دوسری جگہ لے جانا انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ ایک بنکر سے انہیں ۴۰۰ شیل ملے ہیں اور یہ وہ بنکر ہے جسے خلیج کی جنگ میں بری طرح تباہ کر دیا گیا تھا۔ اب کہا جاتا ہے کہ وہاں بائیس ہزار کیمیاوی شیل موجود ہیں۔ جہاں تک ان شیلوں کی تباہی کا تعلق ہے ماہرین کا کہنا ہے کہ ان کی پہلی قسط کو تباہ کرنے میں تین سے پانچ ہفتے صرف ہونگے۔ وہ اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم ایک گڑھا کھودیں گے اور اس میں ایک ٹینک رکھیں گے پھر اس میں شیل ڈالے جائیں گے اور ساتھ آتش گیر مادہ رکھا جائے گا۔ اس ٹینک کو بعد ازاں ایندھن سے بھر دیا جائے گا۔ جہاں تک ایندھن کے ڈالنے کا سوال ہے اس کا ایک اہم فائدہ یہ ہو گا کہ کیمیاوی اثرات کو ختم کر دے گا۔ دو کلومیٹر کے فاصلے سے انہیں اڑایا جائے گا اور ان دو میلوں کے علاقے کو پوری طرح خالی کروالیا جائے گا۔ فی الحال ۴۶٫۰۰۰ کیمیاوی شیل موجود ہیں۔ اور یہ آئندہ موسم گرما میں تباہ کرنے کے پروگرام کا ایک حصہ ہیں۔

روبل کی مضبوطی

ایک روسی اعلیٰ سرکاری افسر نے یہ دیکھ کر کہ روبل ڈالر کے مقابلے میں زیادہ مضبوط ہو گیا ہے۔ اس خیال کا اظہار کیا کہ اصلاحات نے اپنا کام کرنا شروع کر دیا ہے۔ اور ان کے فوائد نظر آنے لگے ہیں لیکن تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے کہ یہ خیال قبل از وقت ہے اس لئے کہ وہاں کی اقتصادی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ ڈپٹی فارن منسٹر اول نے اس خیال کا اظہار کیا کہ روبل کا موجودہ وقت میں زیادہ مضبوط ہو جانا اس بات کی علامت ہے کہ حکومت نے نقدی پر خاصا مضبوط کنٹرول قائم کر رکھا ہے۔ ہم اس بات کو بڑے مثبت انداز میں دیکھتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ جہاں تک روپے پیسے کی پالیسی کا تعلق ہے۔ یہی بات ہماری کامیابیوں کی ضامن ہو گی۔ ایک اخبار نے کہا کہ اس وقت جو امید کی لہر روبل کے سلسلے میں اٹھی ہے یہ بلاجواز ہے۔ اور حقیقت یہی ہے جو گذشتہ دنوں روس کے صدر بورس یلسن نے بیان کی تھی۔ تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے کہ جنوری ہی میں تیل کی پیداوار ۱۴ فی صد کم ہو گئی تھی اور جہاں تک بعض معدنیات کا تعلق ہے ان میں ۲۵ سے ۳۵ فی صد تک کمی آ گئی تھی اور اس بات کے پیش نظر یہ کہنا کہ روبل واقعی مضبوط ہو گیا ہے یہ بلاجواز ہے۔

اشتہارات

آج کل مختلف قسم کے اشتہارات ہم دیکھتے سنتے اور پڑھتے رہتے ہیں فلاں گروپ کے فلاں سگریٹ استعمال کیجئے ہماری چائے سب سے بہترین ہے۔ ہمارا لباس لاجواب ہے۔ غرضیکہ کاروباری دنیا میں آج کل اشتہار بازی کے بغیر کوئی کام ہی نہیں چلتا جتنی پبلسٹی زیادہ ہو گی اتنی وہ چیز مقبول اور زبان زد خاص و عام ہو گی۔ دراصل اشتہار کی مدد سے کسی بھی چیز کی زیادہ سے زیادہ فروخت میں مدد لی جاتی ہے۔

دودھ۔ دوائیں۔ کپڑے۔ بسکٹ پالش۔ ٹوتھ پیسٹ ہر شے کا اشتہار موجود ہے اور ٹیلی ویژن کے گھروں میں آ جانے سے تو آپ اشتہار بازی سے محفوظ رہ ہی نہیں سکتے۔ اشتہار بازی شروع کیسے ہوئی۔ اس کا رواج قدیم زمانے سے ہے پہلے زمانے میں روم کے لوگ اپنے ڈیری فارم کے دروازوں پر بڑی سی بکری کی تصویر بنا دیتے تھے یا سکولوں کے باہر لڑکے کی تصویر جس کی پٹائی ہو رہی ہوتی یہ تصویریں اس لئے استعمال ہوتی تھیں کہ اس زمانے میں لوگ لکھنا پڑھنا کم ہی جانتے تھے۔ اور ظاہر ہے اخبار۔ ریڈیو۔ ٹی وی نہیں تھا۔ آج بھی متعدد علاقوں میں ان طریقوں سے کام لیا جاتا ہے یا پھر آوازوں سے جیسے بچوں کی آئس کریم والا۔ غباروں والا جو سیٹی بجاتا۔ آوازیں لگاتا آتا ہے اور بچے یہ آوازیں سنتے ہی باہر دوڑ پڑتے ہیں۔ اب اشتہارات سے گاؤں والے بھی محفوظ نہیں ہر کوئی سنتا ہے۔ تاہم اب اشتہارات نے ایک باقاعدہ فن کی صورت اختیار کر لی ہے اور تجارت میں پبلسٹی اور اشتہار کے بغیر کامیابی کا تصور محال ہے۔ صنعت کار اپنی مصنوعات کی پبلسٹی کے لئے نت نئے طریقے سوچتے اور متعارف کرواتے ہیں۔ اور ان کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ لوگ زیادہ سے زیادہ ان کی مصنوعات خریدیں اور پھر ایک ہی چیز تیار کرنے والوں میں مقابلے میں اسے اور بھی فروغ ملا ہے اور اشتہاری جنگ چلتی رہتی ہے۔ ایک دوسرے سے بڑھ کر پبلسٹی پر خرچ کیا جاتا ہے اور لوگ بیچارے پریشان ہو جاتے ہیں کہ کس کی سنیں کیا خریدیں اور پھر اس چکر میں وہ سبھی کو آزما دیکھتے ہیں۔ اور یوں ان سب کا بھلا ہو جاتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کس نے کیا کہا

رشید ڈوگر روزنامہ جنگ لاہور میں اپنے کالم دید شنید میں قابل فخر آزادیاں کے عنوان سے کہتے ہیں۔

وطنِ عزیز کی زیارت کے لئے آئے ہوئے ایک برطانوی شہری نے ایک روز خوشخبری دی کہ پاکستان میں لوگوں کو جتنی آزادیاں ہیں برطانیہ کے جمہوریت اور آزادیوں کی جنم بھومی ہونے کے باوجود وہاں کے لوگوں کو ابھی تک اتنی گوناگوں آزادیاں حاصل نہیں ہو سکیں۔ پاکستان میں جس کا دل چاہے اور جب دل چاہے جس سڑک پر وہ چاہے ٹائر جلا کر ٹریفک بند کر سکتا ہے۔ اگر اس کا دل مزید چاہے تو وہ جتنی مزید سڑکوں پر چاہے ٹریفک بند کر دیتا ہے۔ اہل پاکستان کی اس آزادی کے نتیجے خواہ کتنے ہی مریض ہسپتالوں کی راہ میں دم توڑ دیں۔ کتنے زخمی خون بہہ جانے سے بے حال ہو جائیں کتنے لوگ مقدمات کی پیروی سے رہ جائیں۔ کتنے ہی لوگ اپنی پرواز اور ٹرین کے لئے مقررہ وقت پر ہوائی اڈہ پہنچنے سے رہ جائیں خواہ سینکڑوں ہزاروں معصوم بچے اور بچیاں سکولوں اور کالجوں تک پہنچنے میں ناکام رہیں یا اپنے والدین کا وہاں شام تک انتظار کرنے پر مجبور ہوں۔ حکومت کی کوئی ایجنسی اپنے شہریوں کی اس آزادی میں رکاوٹ نہیں ڈالتی۔ اس نے بتایا کہ برطانوی شہریوں کو ابھی تک یہ آزادی نہیں مل سکی۔ اس کے چند روزہ قیامِ لاہور میں صرف ایک شاہراہ پر جتنے ٹائر جلائے گئے ہیں اس کی پوری زندگی میں پورے برطانیہ کی سڑکوں پر اتنے ٹائر نہیں جلائے جا سکے۔ کوئی بڑے سے بڑا بندہ یا لیڈر وہاں پر کسی سڑک پر ٹریفک میں رکاوٹ ڈالے تو وہ اسے اندر کر دیتے ہیں کہ تم نے بےگناہ لوگوں اور شہریوں کو تکلیف دی۔ برطانیہ اور جمہوریت والے یورپ میں کوئی آدمی کھانے پینے کی اشیاء میں ملاوٹ کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ پاکستان میں ہر چیز میں ہر قسم کی ملاوٹ کی کھلی آزادی ہے۔ بلکہ ملاوٹ کرنے والے حکومت کو دھمکی دیتے ہیں کہ اگر ہماری اس آزادی میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کی گئی تو ہم ہڑتال کر دیں گے اور حکومتیں ان کی دھمکی کے خوف سے ان کی جملہ آزادیوں کا احترام شروع کر دیتی ہیں۔ پاکستان میں ٹیکسیوں اور رکشاؤں کے نرخ تو مقرر ہیں لیکن نہ کسی رکشا کا میٹر چلتا ہے نہ کسی ٹیکسی والے پر میٹر چلانے اور متعلقہ قانون پر عمل کرنے کی پابندی ہے۔ رکشا ٹیکسی اور ویگن والے ہر پابندی اور قانون سے آزاد ہیں۔ اور متعلقہ محکمے ان کی ان جملہ آزادیوں کا دل و جان سے احترام کرتے ہیں۔ دکاندار اور تاجر اپنی مرضی کی قیمتیں وصول کرنے میں آزاد ہیں۔ ریڑھی والے بھرے بازار میں ریڑھی لگانے میں آزاد ہیں اور گاڑیوں والے مصروف ترین بازاروں میں گاڑیاں پارک کرنے کی آزادیاں مانگ رہے ہیں جس کا جی چاہے جس سڑک اور بازار میں چاہے تجاوز کرے کوئی روکنے والا نہیں۔ یورپ اور امریکہ بلکہ دنیا کے کسی ملک میں اتنی آزادیاں نہیں پائی جاتیں۔ وہ ہماری آزادیوں کی فہرست گنوا رہا تھا اور ہمارا سر فخر سے بلند ہوتا جا رہا تھا۔ برطانیہ نے ہمیں جمہوریت دی۔ غلامی سے آزادی دی اور ان نعمتوں کی بدولت ہم نے اپنے اہلِ وطن کو اتنی قابلِ رشک آزادیاں دو تین درجن سالوں میں ہی فراہم کر دی ہیں وہ اتنی صدیوں سے جمہوریت الاپ رہا ہے اور اب تک اپنے شہریوں کو مکمل آزادی نہیں دے سکا۔ ہمارے ہاں چوروں اور ڈاکوؤں کو بھی ان کے بڑے بڑے نامور لوگوں سے کئی گنا زیادہ آزادیاں ہیں۔ ہمارے چور اور ڈاکو ایک ماہ میں جتنے ڈاکے اور چوریاں انجام دیتے ہیں جتنے افراد اغواء کر کے لے جاتے ہیں پورے یورپ کے ڈاکو اور چور پورے ایک سال میں اتنی آزادی کا مظاہرہ نہیں کر سکتے۔ ہمارے سیاست دانوں کو جتنے موقف اور پارٹیاں بدل بدل کر ملک و قوم کی خدمت کرنے کی آزادی ہے یورپ والے اس کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتے۔ ہمارے ایک بزرگ سیاستدان نے گذشتہ ۴۴ سال میں جتنے آزادانہ اتحاد بنائے ہیں ایک دال روٹی دانشور نے جتنے رنگ اور پارٹیاں بدلی ہیں۔ یورپ برطانیہ اور امریکہ کے سارے چھوٹے موٹے سیاستدان اور دانشور مل کر بھی موقف اور ضمیر کی ان آزادیوں کے ثبوت فراہم نہیں کر سکتے۔ پھر ہم ان اہلِ مغرب کے سامنے فخر سے سربلند کیوں نہ ہوں۔ برطانیہ کے لوگوں کی غلامیوں کی جو تصاویر اس برطانوی نے پیش کیں ان کو سن کر ہم نے پوچھا کہ آپ وہاں زندہ کیسے ہیں

اس نے ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے جواب دیا بس مجبوری ہے کیا کریں۔ ہمارے سیاست دان اور حکمران ہی بہت نالائق ہیں انہیں اپنی رعایا کا کوئی خیال ہی نہیں۔ ہم نے پیش کش کی کہ ہم آپ کے احسانات کے بدلے میں آپ کو دو چار آزمودہ لائق فائق سیاست دان اور حکمران مستعار دینے کو تیار ہیں بشرطیکہ آپ انہیں استعمال کر کے اور عوام کو آزادیوں سے مالا مال کرنے کے گُر سیکھ کر ہمیں واپس کر دیں لیکن وہ ان کی واپسی کی ضمانت نہ دے سکے۔ ان کا کہنا تھا کہ تم ناشکرے اور قدر ناشناس قوم ہو جو اتنی آزادیاں دینے والے حکمرانوں اور سیاستدانوں کی پوجا پاٹ نہیں کرتے۔ اہل برطانیہ نہ صرف ان کی پرستش شروع کر دیں گے بلکہ ایسے لائق لیڈروں اور حکمرانوں کی مومی مورتیاں بنا کر عجائب گھروں میں سجا دیں گے۔ ہم نے اس خطرے کے پیشِ نظر اپنی پیش کش واپس لے لی کہ اگر وہ وہاں رہ گئے تو پیچھے ہم اور ہماری آزادی پسند قوم کیا کرے گی آزادی دنیا میں بہت بڑی نعمت ہے اور قسم قسم کی آزادیوں کی قسم قسم کی نعمتوں سے جتنا ہم مالا مال ہیں اتنی دنیا کی کوئی قوم نہیں ہو گی۔ ان نعمتوں کے لئے ہمیں اپنے حکمرانوں کا شکر گزار ہونا چاہیئے اور ہر قسم کے چوروں اور ڈاکوؤں کا احسان مند ہونا چاہیئے جن کی وجہ سے ہمارے سر فخر سے بلند رہتے ہیں۔

ڈش انٹینا

اسلام آباد سے حسن اختر گردیزی روزنامہ ڈان کو لکھتے ہیں کہ حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ جن لوگوں کے پاس ڈش انٹینا ہے اور وہ اسے استعمال کرنا چاہتے ہیں تاکہ بیرونی ممالک کے پروگرام دیکھ سکیں ان سے کچھ رقم وصول کی جائے۔ اگرچہ منطقی طور پر تو یہ بات درست ہے۔ ترقیاتی سکیموں کے لئے فنڈز کی ضرورت ہے اور جو لوگ نسبتاً زیادہ مالدار ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ اپنا کردار ادا کریں۔ لیکن میں سوچتا ہوں کہ اس کا ایک اور پہلو بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ ٹی۔ وی کا ٹیکس بڑھانے سے ملک میں معلومات حاصل کئے جانے کی دل شکنی ہوگی۔ یہ بات بھی درست ہے کہ معلومات یا علم جو بیرونی ذرائع سے حاصل کیا جائے ہمیشہ مفید نہیں ہوتا بلکہ اس بات کا امکان ہے کہ غلط معلومات ملیں یا ایسی معلومات جو جان بوجھ کر غلطی پیدا کرنے والی ہوں اور یہ لازمی بات ہے کہ جہاں تک ممکن ہو ہمیں اپنے لوگوں کو ایسی باتوں سے محفوظ رکھنا چاہیئے۔ لیکن میں پھر کہوں گا کہ ہماری ضروریات معلومات حاصل کرنے کے سلسلے میں اتنی زیادہ ہیں کہ ہمیں معلومات کی حقیقت سے زیادہ معلومات کی فراہمی پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ جہاں تک ہماری ثقافت کا تعلق ہے اور یہ ازمنہ وسطیٰ سے بات چلی آ رہی ہے ہمیں معلومات کی فراہمی میں کمی کا شکوہ رہا ہے۔ اور ہم اپنے معاملات کو مختلف جگہوں سے حاصل کی گئی معلومات کے ساتھ منطبق نہیں کر سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کی سوجھ بوجھ کند ہو گئی ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ ایجادات کی دنیا میں بھی پیچھے رہ گئے ہیں۔ خاص طور پر ان لوگوں سے جنہیں زیادہ معلومات حاصل ہیں۔ اور جن کے لئے علم کی فراہمی زیادہ آسان ہے۔ شائد ہمارے لئے اس وقت سب سے زیادہ ضروری بات یہ ہے کہ ہم خوراک اسلحہ اور سرمایہ حاصل کریں۔ جہاں تک معلومات کا تعلق ہے ہمیں معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ ہمارے لئے سب سے ضروری چیز ہے۔ صرف اس صورت میں کہ ہمیں درست اور بروقت معلومات مل سکیں۔ ہم دانشمندانہ فیصلے کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں، اور یہ بات حکومت کے لئے بھی ویسی ہی درست ہے جیسی کہ عوام الناس کے لئے۔ کہا جا سکتا ہے کہ قومی سطح پر اس کی شدید ضرورت ہے۔ ہمیں ان اہم واقعے کی طرف توجہ دینی چاہیئے۔ جہاں ہمارے بڑے بڑے رہنماؤں کو اس لئے مایوسی کا سامنا کرنا پڑا کہ ان کے پاس صحیح اور بروقت قابلِ اعتماد معلومات نہیں تھیں۔ چنانچہ ان میں حوصلہ نہیں تھا۔ یا دانش نہیں تھی۔ ان لیڈروں میں قائداعظم محمد علی جناح اور فیلڈ مارشل محمد ایوب کو بھی شامل کرتا ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے پاس ایسے ذرائع بھی موجود نہیں تھے۔ جن سے ہم مختلف معلومات کو جمع کر سکتے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ ہمیں ٹھوس اقدام کر کے اپنے لوگوں کو ہر قسم کی بات سے آگاہ رکھنا چاہیئے۔ ہمارے اردگرد کیا کچھ ہو رہا ہے۔ ساری کائنات کس طرح آگے بڑھ رہی ہے۔ یہ ہمیں علم ہونا چاہیئے۔ صرف اپنے گاؤں یا شہر صوبے یا ملک کا علم کافی نہیں۔ اسی لئے میں کہوں گا کہ مہربانی کر کے ڈش انٹینا پر ٹیکس نہ لگائیے۔ خوراک پر ٹیکس لگا لیجئے۔ اسلحہ پر ٹیکس لگا لیجئے۔ کسی بھی چیز پر ٹیکس لگا لیجئے، حکومت کے اخراجات کو کم کر لیجئے۔ نجی زندگی میں بھی لوگوں کو اس بات کی تلقین کیجئے کہ وہ

باقی صفحہ ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقبول احمد ذبیح

محترم سردار عبدالحق صاحب شاکر واقفِ زندگی

والد محترم سردار عبدالحق صاحب شاکر کو فوت ہوئے پورے گیارہ سال کا عرصہ ہو گیا ہے اس وقت میں تنزانیہ میں مقیم تھا۔ محترم اباجان تقریباً ۱۹۰۹ء میں بمقام نواں کوٹ پار ضلع شیخوپورہ پیدا ہوئے۔ آپ کے والدِ محترم کا نام مکرم حکیم شیر محمد صاحب اور محترمہ والدہ صاحبہ کا نام مکرمہ عائشہ بی بی صاحبہ تھا۔

ابھی آپ نویں جماعت میں زیر تعلیم تھے کہ والد صاحب کا سایہ سر سے اٹھ گیا اور تھوڑی ہی مدت بعد آپ کی والدہ صاحبہ کا بھی انتقال ہو گیا اور یوں آپ یتیمی کی حالت میں جبکہ آپ بمشکل تیرہ سال کے تھے اپنے تایا محترم میاں غلام احمد صاحب کی زیر کفالت آ گئے۔

محترم والد صاحب گو پیدائشی رنگ میں احمدی تھے مگر آپ نے ۱۹۲۵ء میں سیدنا حضرت فضل عمر کے ہاتھ پر بیعت کی۔

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل اور محترم دادا جان کی تربیت کی بدولت آپ اوائل جوانی میں ہی پنجگانہ نمازوں میں التزام و انہماک کے علاوہ نماز تہجد کے بھی پابند تھے جب سے میں نے ہوش سنبھالی کبھی بھی آپ کو تہجد کی نماز خطا کرتے نہیں دیکھا۔

آپ کی درخواست پر حضرت فضل عمر نے آپ کو اپنی محمود آباد سندھ کی زمینوں پر بطور منشی مقرر فرمایا۔ دو سال تک آپ نے خوب محنت سے اپنے آقا کی زمینوں پر کام کیا مگر وہاں کی آب و ہوا آپ کو موافق نہ آئی اور حضور کی اجازت سے آپ وہاں سے پنجاب لوٹ آئے اور پانچ چھ ماہ تک آپ نے نظارت بیت المال قادیان میں بھی کام کیا۔ اس دوران آپ نے ۱۹۳۳ء میں باقاعدہ طور پر خدمتِ دین کے لئے زندگی وقف کر دی جسے سیدنا حضرت فضلِ عمر نے قبول فرما کر آپ کی وکالت مال اول میں تعیناتی فرمائی اور یوں آپ کو تحریک جدید کے ابتدائی کارکنوں میں شمولیت کا شرف حاصل ہوا۔ ریٹائرمنٹ تک آپ اسی وکالت میں خدمات انجام دیتے رہے۔

ایک وقت ایسا آیا کہ تین ماہ تک وظیفہ نہ ملا۔ قلیل تنخواہ اور شہری ماحول کی وجہ سے کئی کئی دن ہم فاقوں میں بسر کرتے رہے مالکہ مکان نے بھی مکان خالی کرانے کی دھمکی دی اور پھر مقدمہ کر دیا مگر افسوس کہ پیسے کی کمی کے باعث ہم اسے مطمئن نہ کر سکے۔ ان دل ہلا دینے والی مشکلات کے باوجود آپ نے نہایت صبر و تحمل سے یہ دن گذارے اور ایک لمحہ کے لئے بھی ہم بہن بھائیوں کو احساس نہ ہونے دیا اور نہ ہی خود حرف شکایت زبان پر لائے بلکہ حضرت بانی سلسلہ (خدا کی آپ پر سلامتی ہو) کے اس شعر

صادق آں باشد کہ ایام بلا
مے گذارد با محبت با وفا

کی مکمل تصویر بنے رہے۔ کبھی کسی اپنے اور غیر کے آگے ہاتھ نہ پھیلایا۔ پاکستان پہنچ کر بھی ان مشکلات کا دور جاری رہا اس دوران میرے چھ بہن بھائی چھوٹی عمر ہی میں وفات پا جاتے رہے جن کا صدمہ بھی والدین نے نہایت صبر و تحمل اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر قائم رہتے ہوئے برداشت کیا۔

سلسلہ کے کام کو جس والہیت اور محبت و محنت سے آپ نے کیا اس کے لئے دفتر کا ریکارڈ گواہ ہے۔ آپ نے دین کی خدمت کے لئے دن رات ایک کر دیا تھا۔ بھوک پیاس نیند اور موسمی اثرات کی پرواہ کئے بغیر آپ دفتر کے کام کو نہایت خوش اسلوبی اور صفائی سے انجام دیتے کہ لوگ آج تک اس کی قدر کرتے ہوئے داد دیتے ہیں اور آپ کے حق میں دعائیں کرتے ہیں۔

تعمیر بیوت الذکر کی تحریک کرنے کا کام آپ کے سپرد ہوا تو آپ نے سیدنا حضرت فضل عمر کے اس ارشاد کہ

"ہم نے ہر اہم جگہ پر ہی نہیں ہر جگہ (بیوت الذکر) تعمیر کرنی ہیں"

کی روشنی میں نہایت گراں قدر حوالے تلاش کر کے اس تحریک کے کام کو چار چاند لگا دیئے نہ صرف اخبار الفضل کے ذریعہ اس تحریک کو چمکایا بلکہ دفتر میں مختلف چارٹ اور نقشے وغیرہ بنوائے نیز ربوہ کے جملہ احمدی دوکانداروں سے بیوت الذکر کے لئے باقاعدگی سے چندہ اکٹھا کرنے کا کام شروع کر دیا۔ آپ نے نہایت حکمت اور محبت و پیار سے سب دوکانداروں کو چندہ کی ایسی عادت ڈالی کہ آج بھی بعض دوکاندار ان کی اس حکمت عملی اور باقاعدگی کو یاد کر کے خوش ہو کر ان کے لئے دعاگو رہتے ہیں۔ یہ کام آپ روزانہ بلا ناغہ عصر تا مغرب کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ بہترین جزا دے۔

دفتری کام میں صفائی۔ شوق اور محبت کا ہی نتیجہ تھا کہ محترم چوہدری برکت علی خاں صاحب سابق وکیل المال اول کی سفارش پر سیدنا حضرت فضل عمر نے محترم اباجان کو غالباً ۱۹۵۵ء میں مبلغ پچاس روپے انعام اور سند خوشنودی عطا فرمائی تھی۔

آپ ۱۹۷۰ء میں دفتری قوانین کے تحت ریٹائر کر دیئے گئے مگر آپ کا دل اس پر مطمئن نہیں تھا کہ آپ گھر میں بیکار بیٹھے رہیں۔ فرمایا کرتے تھے کہ ایک واقف زندگی کی ریٹائرمنٹ تو اس کی موت ہی ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ ۱۹۷۰ء میں ریٹائر ہونے کے بعد افسران اعلیٰ کی اجازت سے آپ دفتر میں باقاعدگی اور اسی شوق اور انہماک سے بلکہ پہلے سے بڑھ کر کام کرتے رہے باقاعدہ کارکن بھی آپ کی اس خدمت کے جذبہ کو رشک کی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے گویہ آپ کی خدمت بلا معاوضہ و الاؤنس تھی لیکن مجال ہے کہ آپ بغیر رخصت لئے کبھی دفتر سے غیر حاضر ہوئے ہوں یا لیٹ پہنچے ہوں اور چندہ کی وصولی کا سلسلہ بھی بدستور جاری رہا۔

ریٹائرمنٹ کے بعد آپ کی بے لوث خدمت کا عرصہ آپ کی زندگی کے آخری سانس تک جاری رہا جو کہ دس سال پر محیط ہے۔ "واقف زندگی" کے الفاظ کو اپنے نام کا حصہ ہی بنا رکھا تھا نہ صرف لفظی طور پر بلکہ اپنے کردار و عمل کے لحاظ سے بھی آپ بلاشک حقیقی طور پر واقف زندگی تھے۔

آپ نے ۱/۹ حصہ کی وصیت کی ہوئی تھی جس کا تمام تر حساب آپ نے حینِ حیات ہی صاف کر دیا تھا۔

دین کے ساتھ بے پناہ محبت اور اس کے لئے قربانی آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔ خود تو واقف زندگی تھے ہی۔ عاجز کو بھی جبکہ میں تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کی ساتویں جماعت کا طالب علم تھا سیدنا حضرت فضلِ عمر کی تحریک پر وقف کر دیا اس پر بعض رشتہ داروں اور دوستوں نے توجہ دلائی کہ آپ کا صرف ایک ہی بیٹا ہے۔ تو آپ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ مالک و رازق ہے وہ خود ہمارا کفیل ہو گا۔ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے بیٹے کو ذبح کر رہا ہوں یہ خواب آپ نے سیدنا حضرت فضل عمر کی خدمت میں لکھا تو حضور نے فرمایا کہ اپنے بیٹے کو وقف کر دیں۔ اس وقت سے آپ نے میرے نام کے ساتھ ذبیح لکھنے کا ارشاد فرمایا۔

بیت الذکر کے ساتھ بے حد لگاؤ تھا ۱۹۶۰ء میں محلہ دارالعلوم کی جب پلاٹ بندی ہوئی تو نقشہ دیکھ کر فرمایا جہاں بیت الذکر تعمیر ہو گی اس کے قریب پلاٹ کا انتخاب کرو تا کہ نمازوں میں باقاعدگی اور سہولت ہو۔

بیت المبارک اور پھر بیت الاقصیٰ کی تعمیر کے بعد جمعہ کے روز باقاعدہ گیارہ بجے گھر سے تیار ہو کر چلے جاتے تھے اور پہلی صف میں بیٹھنے کی سعادت پاتے۔

بیت مبارک اور بیت اقصیٰ ربوہ اور قادیان کے لئے اوقات نماز کے چارٹ نہایت خوبصورت خود تیار کر کے آویزاں کروائے جو اب تک خدا کے فضل سے ان کی یاد تازہ کر رہے ہیں۔

دینی اقدار کا خیال آپ کو ہمیشہ رہتا تھا میری والدہ محترمہ امۃ الحمید بیگم صاحبہ سے آپ کی شادی ہوئی تو آپ نے پہلے روز ہی ان سے کہا کہ دیکھو نمازوں سے وابستگی اور دین سے محبت اور اس پر عمل میں باقاعدگی اختیار کرنی ہو گی۔ آپ کی اس نصیحت پر محترمہ والدہ صاحبہ کی زندگی میں ایک نہایت شاندار اور مثبت انقلاب پیدا ہوا۔

خدمتِ خلق کے وصف سے بھی آپ نے حصہ پایا تھا جب ربوہ کی زمین فروخت ہونی شروع ہوئی تو آپ نے اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کو ترغیب دلائی کہ وہ مرکزِ سلسلہ کی مضبوطی کے لئے پلاٹ خریدیں چنانچہ بہت سے دوستوں نے آپ کے مشورہ کو اپنایا اور اب وہ ہمیشہ آپ کے لئے دعاگو رہتے ہیں۔

سیدنا حضرت فضل عمر نے جب ربوہ کی بنیاد رکھی تو اوائل میں آبادی خال خال تھی اور کچے مکانوں کی وجہ سے ابھی سڑکوں اور گلیوں کی شکل نہیں بنی تھی۔ تو مضافات کے لوگ ربوہ کی آبادی سے گذر کر دوسرے مقامات پر جایا کرتے تھے۔ آپ ان راہگیروں کے لئے پینے کے پانی کا انتظام کیا کرتے تھے۔ ایک لکڑی کا سٹینڈ بنوا کر اس پر گھڑے رکھوا دیتے اور روزانہ التزام کے ساتھ ان میں تازہ پانی بھر کر رکھا کرتے تھے۔

موسمی بخار کے دنوں میں باری کے بخار کے لئے باداموں کی گریوں پر دم کر کے آپ مریض کو دیا کرتے تھے جس سے بفضل تعالیٰ شفا ہو جاتی تھی۔ ربوہ کے تمام محلہ جات کے اکثر لوگ اس مفید علاج سے مستفید ہو کر شفایاب ہوتے رہے۔

ایک احمدی دوست نے آپ کی اس خدمت خلق سے بہت اثر لیا اور اس کی قدر کرتے ہوئے حکومتِ پاکستان کی طرف سے چھپنے والے ایک رسالہ 'استقلال' میں اپنے مضمون میں نمایاں طور پر اس کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ذکر کیا۔

مہمانوں کی خاطر داری کا آپ کو ہمیشہ خیال رہتا تھا۔ گھر میں طاقت کے مطابق عمدہ کھانا تیار کروانے یہ سلوک رشتہ دار اور غیر رشتہ دار سے یکساں ہوا کرتا تھا۔

اگر کوئی مہمان لنگر خانہ حضرت بانی سلسلہ سے کھانا کھا آتے تو کہتے کہ بھئی میرا غریب خانہ بھی حضرت بانی سلسلہ کا مہمان خانہ ہی ہے آپ ہمیں بھی خدمت کا موقعہ دیا کریں۔ خود تکلیف اٹھا کر مہمان کی سہولت کا خاص خیال فرمایا کرتے تھے۔

خاص طور پر جلسہ سالانہ کے ایام میں سارا گھر مہمانوں کی خدمت میں پیش کر دیتے۔ تاکید ہوتی کہ تمام مہمانوں کو چائے ضرور پیش کی جایا کرے۔ جب دونوں کمرے برآمدہ سٹور باورچی خانہ بھر جاتے تو صحن میں خیمہ لگوا دیتے ہم بہن بھائی تو ڈیوٹیوں پر ہوتے اور خود دفتر میں ڈیرہ لگا لیتے۔

جلسہ کی آمد سے ہفتہ عشرہ قبل مہمانوں کے استقبال کی خوب تیاریاں ہوتیں اور بڑی مسرت سے بھاگ دوڑ کر کام کرتے اور کروایا کرتے تھے۔

خصوصاً جلسہ سالانہ اور مشاورت کے ایام میں تربیتی نقطہ نگاہ سے سیدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اور سیدنا حضرت فضل عمر کے ارشادات اپنے کوارٹر کی مغربی دیوار پر خوشخط اور موٹے الفاظ میں ادل بدل کر خود لکھا کرتے تھے تاکہ لوگ ان سے مستفیض ہوں۔

خصوصاً حضرت بانی سلسلہ کا یہ ارشاد کہ "چاہیئے کہ ہر صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔"

اور سیدنا فضل عمر کا یہ ارشاد کہ

"ہمیشہ اس بات پر غور کرتے رہو کہ احمدیت کے نور سے تم نے کیا فائدہ اٹھایا۔"

خاص طور پر نمایاں ہوا کرتے تھے۔

افراد خاندان سے محبت اور ان سے تعلق قربت آپ کی روحِ رواں تھے۔ سیدنا حضرت ناصر نے عاجز کو اپنی اچکن جلسہ سالانہ ۱۹۷۶ء کے موقعہ پر اپنے درِ دولت پر بلا کر تبرکاً عطا فرمائی اور ایک سفید رومال بھی عطا فرمایا (جو اب تک میرے پاس ہیں) جب ابا جان نے حضور کا یہ تحفہ دیکھا تو آپ خوشی سے اچھل پڑے اور فرمایا کہ لاؤ میں حضور کا یہ تبرک پہن کر دیکھوں۔ چنانچہ محترم والد صاحب نے اچکن پہن کر اللہ تعالیٰ کے اس احسان کا بے حد شکریہ ادا کیا۔

پٹوار کا کام جاننے کی وجہ سے محترم حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی زمینوں کے کاغذات اور رجسٹر نہایت عمدگی سے آپ نے تیار کئے۔ نیز سارے رقبہ کا نقشہ ایک خاص قسم کے کپڑے پر قریباً ڈیڑھ ماہ لگا کر تیار کیا جسے محترم حضرت صاحبزادہ صاحب نے بہت پسند فرمایا اور اس کام پر خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے گرانقدر دعاؤں سے نوازا۔ محترم صاحبزادہ صاحب کے ساتھ محترم ابا جان کی باقاعدہ خط و کتابت بھی تھی۔ ایک دفعہ محترم حضرت صاحبزادہ صاحب نے محترم والد صاحب کو ایک کام کے سلسلہ میں دعا کے لئے بھی تحریر فرمایا تھا۔

محترم میاں صاحب ہمیشہ آپ کو اپنی دعاؤں اور شفقت سے نوازا کرتے تھے۔

آپ نے محترم ابا جان کو اپنے زیر مطالعہ قرآن کریم اور ایک مصلّیٰ بطور تبرک عطا فرمایا تھا۔ علاوہ ازیں خاندان حضرت بانی سلسلہ کے کئی بزرگوں کو بھی آپ دعائیہ خطوط رقم فرمایا کرتے تھے جن کا ریکارڈ اب تک میرے پاس موجود ہے۔ فرمایا کرتے تھے کہ خاندان حضرت بانی سلسلہ کا ایک چھوٹا بچہ بھی اگر مجھے کسی کام کے لئے بلائے تو میں اپنے سارے کام چھوڑ کر پہلے اس کا کام کروں گا اور اسی طرح اپنی اولاد کو بھی بابرکت خاندان کے افراد کی عزت کا سبق دیا کرتے تھے۔

محترم ابا جان نے اخبار الفضل اور دیگر رسائل کو ترتیب دے کر نہایت عمدہ جلدیں تیار کروائی ہوئی تھیں تاکہ اس علمی خزانہ سے بعد میں آنے والے فائدہ اٹھا سکیں۔ چنانچہ اس قسم کی ۷۰ سے زائد جلدیں گھر میں موجود تھیں۔ محترم والد صاحب کی روح کو ایصالِ ثواب کی خاطر اور آپ کی طرف سے صدقہ جاریہ کے طور پر وہ جلدیں جامعہ احمدیہ کی لائبریری کو عطیہ کے طور پر دے دی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرما کر محترم ابا جان کو ثوابِ دارین سے نوازے۔

محترم ابا جان کی ہمیشہ سے یہ خواہش تھی کہ اللہ تعالیٰ انجام بخیر کرے۔ نیز حضور اقدس آپ کی نماز جنازہ پڑھائیں۔ اس خواہش کا اظہار اپنے ایک خط میں سیدنا ناصر امام ثالث کی خدمت میں انہوں نے کیا تھا۔ اور بار بار مجھ سے بھی اس کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔

جب ۱۷ اگست ۱۹۸۰ء کو آپ کی وفات ہوئی تو اس وقت حضور پاکستان سے باہر تشریف فرما تھے۔ آپ کی وفات کا صدمہ تو مجھے پردیس میں ہونا ایک قدرتی امر تھا مگر اس بات کا میرے قلب و ذہن پر بہت اثر تھا کہ آپ کی نماز جنازہ حضور نہیں پڑھا سکے۔ چنانچہ خاکسار نے تنزانیہ سے حضور انور کی خدمت میں درخواست کی کہ محترم والد صاحب کی دلی خواہش تھی کہ حضور ان کی نماز جنازہ پڑھائیں۔

میرے خط پر ہی حضور سیدنا ناصر نے نہایت شفقت سے عاجز سے تعزیت فرمائی اور ابا جان کے لئے دعائیں کیں اور تحریر فرمایا "ربوہ میں"، چنانچہ حضور انور نے یکم جنوری ۱۹۸۱ء کو ربوہ میں محترم والد صاحب کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

اے خدا بر تربتِ او ابر رحمت ہا ببار
داخلش کن از کمالِ فضل در بیت النعیم

ہم تین بہن بھائی ۱۔ خاکسار۔ ۲۔ محترمہ امۃ الحفیظ زوجہ بشارت احمد صاحب کارکن ادارہ تعمیرات ربوہ۔ ۳۔ محترمہ بشریٰ صدیقہ زوجہ چوہدری کمال محمد صاحب چوہدری کریانہ سٹور ربوہ ان کی یادگار ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دینی و دنیاوی انعامات سے نوازے۔

بقیہ: صـ۳ سے آگے

ہے۔ اور کچھ اور لوگوں کو ان کے ساتھ بٹھا کر کام سکھایا جا سکتا ہے۔ اس وقت میرے نزدیک اگر ایک مرکزی مجلس ایک موٹر خرید سکے تو یہ بہت مفید کام ہوگا۔ اس کے ذریعے خدام کو موٹر ڈرائیونگ کا کام سکھایا جائے۔ اور یہ بتایا جائے کہ موٹر کی عام مرمت کیا ہوتی ہے۔ جو خادم سیکھے ان میں سے بعض مختلف جگہوں پر موٹر کی مرمت کی دکان کھول لیں یہ بہت مفید کام ہے۔ اس میں جسمانی صحت بھی ترقی کرے گی اور آمدنی کا ذریعہ بھی ہوگا۔ اس کے علاوہ نوجوانوں کو گھوڑے کی سواری سائیکل کی سواری سکھائی جائے۔ سائیکل کی سواری کے ساتھ یہ بات بھی ضروری ہوتی ہے کہ اسے کھولنا اور مرمت کرنا آتا ہو۔ کیونکہ بعض اوقات چھوٹی سی چیز کی خرابی کی وجہ سے انسان بہت بڑی تکلیف اٹھاتا ہے۔ پس ہمارے خدام کو مشینری کی طرف بھی توجہ کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے آجکل مشینوں میں برکت دی ہے۔ جو مشینوں پر کام کرنا جانتا ہو وہ کسی جگہ بھی چلا جائے اپنے لئے عمدہ گزارا پیدا کر سکتا ہے۔ آجکل تمام قسم کے فوائد مشینوں سے وابستہ ہیں اور جتنا مشینوں سے آجکل کوئی قوم دور ہوگی اتنی ہی وہ ترقیات میں پیچھے رہ جائے گی۔ اسی طرح اگر خدام لوہار ترکھان بھٹی اور دھونکنی کا کام سیکھیں تو ان کی ورزش کی ورزش بھی ہوگی اور پیشہ کا پیشہ بھی ہے۔ کیونکہ خدام کے لئے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈالنا ضروری ہے اگر خدام ایسے کام کریں تو وہ ایک طرف ہاتھ سے کام کرنے والے ہوں گے اور دوسری طرف اپنا گذارا پیدا کرنے والے ہوں گے۔ اپنے ہاتھ سے کام کرنا یہ ہمارا طرہ امتیاز ہونا چاہیئے۔ جیسے بعض قومیں اپنے اندر بعض خصوصیتیں پیدا کر لیتی ہیں۔ وہ قومیں جو سمندر کے کنارے پر رہتی ہیں وہ نیوی میں بڑی خوشی سے بھرتی ہوتی ہیں۔ لیکن اگر انفنٹری میں بھرتی ہونے کے لئے کہا جائے تو اس کے لئے ہرگز تیار نہیں ہوں گے اور اگر پنجاب کے لوگوں کو نیوی میں بھرتی ہونے کے لئے کہا جائے تو وہ اس سے بھاگتے ہیں۔ لیکن انفنٹری میں خوشی کے ساتھ بھرتی ہوتے ہیں۔ اور یہ صرف عادت کی بات ہے۔ پس ہمارے خدام کو یہ ذہنیت اپنے اندر پیدا کرنی چاہیئے کہ یہ مشینوں کا زمانہ ہے اور آئندہ زندگی میں وہ مشینوں پر کام کریں گے۔ اگر کارخانوں میں کام نہ کر سکو تو ابتداء میں لڑکوں میں ان کھیلوں کا ہی رواج ڈالو جن میں لوہے کے پرزوں سے مشینیں بنائی جاتی ہیں۔ سکھائی جاتی ہیں۔ مثلاً لوہے کے ٹکڑے ملا کر چھوٹے چھوٹے پل بناتے ہیں، پنگھوڑے ریلیں اور اسی قسم کی بعض اور چیزیں تیار کی جاتی ہیں۔ ایسی کھیلوں سے یہ فائدہ بھی ہوگا کہ بچوں کے ذہن انجینئرنگ کی طرف مائل ہوں گے۔

اعلان داخلہ

نصرت جہاں اکیڈمی کی کلاسز ششم اور نہم میں داخلہ کے خواہشمند طلباء دفتر سے داخلہ فارم اور پراسپکٹس حاصل کریں۔ داخلہ ٹیسٹ و انٹرویو کا ٹائم ٹیبل درج ذیل ہے۔

کلاس ششم

اردو ۱۹، مارچ بوقت ۸، بجے سے ۱۰ بجے تک
حساب ۱۹، مارچ " ۱۱ بجے سے ۱ بجے "
انٹرویو ۲۰، مارچ " ۹، بجے سے ۱۲ بجے "

کلاس نہم

انگریزی اے ۱۹، مارچ ۸، بجے سے ۱۰½ بجے تک
انگریزی بی ۱۹، مارچ ۱۱، بجے سے ۱½ بجے تک
ریاضی ۲۰، مارچ ۸، بجے سے ۱۰½ بجے "
جنرل سائنس ۲۰، مارچ ۱۱، بجے سے ۱½ بجے "
انٹرویو ۲۱، مارچ ۹، بجے سے ۱۲ بجے تک

کامیاب طلبہ کی فہرست ۲۲، مارچ کو اکیڈمی کے نوٹس بورڈ پر چسپاں کر دی جائیگی۔

(پرنسپل)

ہنسی اور تمسخر کو بکلی چھوڑ دو

سیدنا حضرت فضل عمر اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے فرماتے ہیں۔ "تم اپنے اندر تبدیلی پیدا کرو۔ ہنسی اور تمسخر کو بکلی چھوڑ دو۔ بہت غم اور رنج کا وقت ہے اپنے اعمال میں تبدیلی کر لو کیونکہ یہ تکلیفوں کے دن ہیں۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ملکی خبریں

○ جھنگ میں آج قومی اسمبلی کے حلقہ نمبر ۶۸ اور صوبائی اسمبلی کے حلقہ ۶۵ میں ضمنی انتخابات ہو رہے ہیں۔ آئی جے آئی کی امیدواروں کی حمایت میں وزیر اعلیٰ اور صوبائی وزراء پرزور انتخابی مہم چلاتے رہے ہیں۔ ان کے مد مقابل انجمن سپاہ صحابہ کے امیدوار کو مختلف دینی جماعتوں کی حمایت حاصل ہے۔

○ وزیر اعظم نے کہا ہے کہ اپوزیشن سے مفاہمت کسی اصول کی بناء پر ہی ہو سکتی ہے۔ سانحہ بہاولپور کے بارہ میں انہوں نے کہا کہ تحقیقاتی کمیٹی اس کی رپورٹ تیار کر رہی ہے۔ اگر اعجاز الحق چاہیں تو اس کمیٹی کے چیئرمین بن جائیں اور معاملات کا از سر نو جائزہ لے کر تسلی کر لیں۔

○ گوجرانوالہ کے ایک ممتاز صنعتکار کے بیٹے کو چھ افراد نے زبردستی اغواء کر کے اس کی رہائی کے لئے پانچ لاکھ روپے تاوان کا مطالبہ کر دیا ہے۔

○ ایک اخباری اطلاع کے مطابق سرحد اور سندھ کی حکومتیں کالا باغ ڈیم کے نئے ڈیزائن کے مطابق تعمیر پر متفق ہو گئی ہیں۔ اور جولائی میں ڈیم کی تعمیر شروع ہو جائے گی۔ اس پر ایک کھرب کی لاگت آئے گی۔

○ قومی اسمبلی کے سپیکر نے کہا ہے کہ حکومت کو سیاسی انتقام سے احتراز کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اب حالات بدل رہے ہیں اور سیاسی انتقام کا دنیا بھر میں نوٹس لیا جاتا ہے۔ انہوں نے وزراء پر زور دیا کہ وہ اسمبلی کے اجلاس میں حاضر ہوا کریں۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ گذشتہ کئی دنوں سے کورم پورا نہ ہونے کی وجہ سے قومی اسمبلی کا اجلاس بر وقت شروع نہیں ہو سکا۔

○ وزیر اعظم نے ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین کو ٹیلی فون پر یقین دلایا ہے کہ ایم کیو ایم حکومت کی قابل اعتماد اتحادی ہے۔ اور ہمیں اس کا تعاون حاصل رہے گا۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ حزب اختلاف نے رمضان المبارک میں رابطہ مہم روک کر حکمرانوں کو اپنی اصلاح کی مہلت دی ہے۔ ورنہ عوام ان سے خود حساب لیں گے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت کی پالیسیاں بچگانہ ہیں اور ملک دشمنوں کو سر پر بٹھایا جا رہا ہے۔

○ سابق وفاقی وزیر مخدوم امین فہیم نے کہا ہے کہ بڑی سرکار سندھ میں تبدیلی لائی تو کسی کو پتہ بھی نہیں چلے گا۔ انہوں نے کہا کہ مخدوم خاندان کبھی پیپلز پارٹی سے جدا نہیں ہو گا۔

○ حیدر آباد سے ۵۰ کلو میٹر کے فاصلہ پر مارکیٹ چوک ہالہ میں ڈاکوؤں نے رات ساڑھے نو بجے کے قریب اندھا دھند فائرنگ کر کے ۵ افراد کو ہلاک کر دیا۔ ایک شخص زخمی ہوا۔ ہلاک ہونے والوں میں سے ۲ کی شناخت نہیں ہو سکی۔

○ جمعیت علمائے پاکستان کے رکن قومی اسمبلی حامد سعید کاظمی نے کہا ہے کہ وزیر اعظم اپنے دو وزراء اعجاز الحق اور مولانا عبد الستار نیازی کو وارننگ دے رہے ہیں لیکن وہ غلام احمد بلور کو وارننگ کیوں نہیں دیتے۔

○ مولانا فضل الرحمان نے جھنگ میں ایک جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مسلم لیگ نے پاکستان بنایا تھا اب اسے تباہ کر رہی ہے۔

○ وفاقی وزیر صحت نے کہا ہے کہ جام صادق ایڈز کے مریض نہیں بلکہ انہیں جگر کی تکلیف ہے۔

○ دفاعی پیداوار کے وفاقی وزیر نے کہا ہے کہ پاکستان نے بڑے اور چھوٹے جنگی ہتھیار بنانے میں خود کفالت حاصل کر لی انہوں نے کہا کہ حکومت دفاعی آلات کی تیاری میں نجی شعبہ کی شمولیت پر غور کر رہی ہے۔

○ لیفٹیننٹ جنرل جاوید ناصر کو آئی ایس آئی کا ڈائریکٹر جنرل مقرر کر دیا گیا ہے اس شعبہ کے موجودہ سربراہ کی خدمات جی۔ ایچ۔ کیو کے سپرد کر دی گئی ہیں۔

○ ایک رپورٹ کے مطابق گذشتہ سال کے دوران ایف آئی اے نے ۹۷ سرکاری افسروں کو گرفتار کیا اور کرپشن کے ۱۸۲ کیس درج کئے گئے۔

○ قبائلی رہنما نورت خان آفریدی نے کہا ہے کہ اگر طورخم روڈ نہ کھلی تو قبائلی افغانوں کے راستے بند کر دیں گے۔

غیر ملکی خبریں

○ ترک فضائیہ کے طیاروں نے عراقی علاقے میں گھس کر کرد حریت پسندوں کے ٹھکانوں پر حملے کئے، جس سے زبردست جانی اور مالی نقصان ہوا۔

○ مصر کے وزیر خارجہ نے کہا ہے کہ ان کا ملک صدام کا تختہ الٹنے کی کسی سازش میں امریکہ یا اس کے اتحادیوں کا ساتھ نہیں دے گا۔

○ مقبوضہ کشمیر میں حریت پسندوں کی سرگرمیوں کو کچلنے کے لئے ۱۷ اسرائیلی کمانڈوز کا دستہ تاجروں کے بھیس میں بھارت پہنچ گیا ہے

○ بنگلہ دیش میں مسافروں سے بھری ہوئی ایک بس جھیل میں گر گئی۔ جس سے ۱۰۰ افراد ہلاک ہو گئے۔

○ سری لنکا میں باغیوں نے گھات لگا کر ۲۰ فوجی ہلاک کر دیئے۔

○ الجزائر میں ایران نواز تنظیم حزب اللہ کے ۲۵ ارکان کے خلاف مقدمات کی سماعت شروع ہو گئی ہے۔ ان پر مجرمانہ تنظیم قائم کرنے، قتل، اغوا اور مذہبی عبادت گاہوں کی بے حرمتی کے الزامات ہیں۔

○ ایران اور سعودی عرب نے عراق کے خلاف مشترکہ موقف اختیار کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

○ لیبیا کے وزیر خارجہ نے کہا ہے ان کا ملک طیارے کے حادثے میں ملوث دو افراد کو کسی غیر جانبدار ملک کے حوالے کرنے کو تیار ہے۔ لیکن امریکہ، برطانیہ یا فرانس کے حوالے انہیں کسی صورت میں بھی نہیں کیا جائے گا۔

○ یورپی برادری نے خبردار کیا ہے کہ روس کی اقتصادی صورتحال انتہائی ابتر ہے۔ اگر وسیع پیمانے پر امداد نہ کی گئی تو اصلاحات ناکام ہو جائیں گی۔

بقیہ: صفحہ ۵ سے آگے

کم خرچ کریں لیکن جو چیز ہمیں پڑھنے پڑھانے پر آمادہ کرتی ہے اور لکھنے اور سوچنے پر بھی اس پر ٹیکس نہ لگائیے۔ دنیا کے مختلف حصوں سے ٹیلیویژن کے ذریعے آنے والی معلومات ہمارے لئے بہت مفید ثابت ہو سکتی ہیں۔ اور یہ معلومات ساری دنیا کے متعلق ہوں گی۔ اور ساری دنیا سے ہمیں آگاہ کریں گی۔ اور ہمیں اپنے آپ سے بھی آگاہی بخشیں گی۔

ربوہ میں پہلی مرتبہ
سیل
شہزاد سیلنگ فین
سائز ۵۶" — ۴۸"
قیمت ۴۵۰/- روپے ۔ ۴۲۵/- روپے
ڈیلر
خان سینیٹری ورکس اقصیٰ روڈ ربوہ۔ فون ۸۳۱

ربوہ اور ربوہ کے گرد و نواح میں ہر قسم کی
جائیداد کی خرید و فروخت
ہمارے ذریعہ کیجئے اور خدمت کا موقع دیجئے
شریف احمد بھٹی
پراپرٹی سنٹر
ریلوے روڈ رحمت بازار۔ ربوہ
فون گھر: ۴۳۱ آفس: ۵۲۱

عطیہ خون، خدمت بھی ہے عبادت بھی
ناظم خدمت خلق مجلس خدام الاحمدیہ۔ ربوہ